بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مسجد میں جماعت ثانیہ کا حکم

از افادات: متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ

مذہب اہل السنت والجماعت:

وَيُكْرَهُ تَكْرَارُ الْجَمَاعَةِ بِأَذَانٍ وَإِقَامَةٍ فِي مَسْجِدٍ مَحَلَّةٍ لَا فِي مَسْجِدٍ طَرِيقٍ أَوْ مَسْجِدٍ لَا إمَامَ لَهُ وَلَا مُؤَذِّنَ.

(الدر المختار مع رد المحتار: ج2 ص342)

ترجمہ: مسجد محلہ میں اذان و اقامت کے ساتھ دوسری جماعت مکروہ (تحریمی) ہے، البتہ مسجد طریق یا ایسی مسجد جس کا امام و مؤذن مقرر نہ ہو اس میں دوسری جماعت جائز ہے۔

أَيْ تَحْرِيمًا لِقَوْلِ الْكَافِي لَا يَجُوزُ وَالْمَجْمَعُ لَا يُبَاحُ وَشَرْحُ الْجَامِعِ الصَّغِيرِ إنَّهُ بِدْعَةٌ كَمَا فِي رِسَالَةِ السِّنْدِيِّ.

(رد المحتار: ج2 ص342)

جس مسجد کا امام اور مقتدی متعین ہوں وہاں جب ایک مرتبہ اذان و اقامت سے جماعت ہو جائے تو پھر اس مسجد میں نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے ہاں اگر مسجد طریق ہو تو اس میں دوبارہ جماعت کروانے کی گنجائش ہے۔

علامہ جمال الدین زیلعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ونقل عن ابی حنیفة رحمہ اللہ انه قال لا یجوز اعادة فی مسجد له امام راتب.(نصب الرایۃ: ج2 ص857 کتاب الصلوۃ باب الامامۃ)

ترجمہ: امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے یہ بات نقل کی گئی ہے کہ جس مسجد کا امام متعین ہو اس مسجد میں دوبارہ نماز ناجائز ہے۔

مذہب غیر مقلدین:

(ایک ہی مسجد میں) جماعت ثانیہ بلکہ ثالثہ ورابعہ بھی جائز ہے تکرار جماعت فی مسجد واحد حدیث صحیح سے ثابت ہے اور کراہت بھی اسکی کسی حدیث سے ثابت نہیں۔ (فتاوی ثنائیہ ج1 ص635، فتاوی علماء حدیث ج3 ص50)

دلائل اہل السنت والجماعت

دلیل نمبر 1:

عن ابی هريرة رضی الله عنه ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال والذی نفسی بیده لقد هممت ان امر بحطب يحطب ثم امر بالصلوة فيوذن لها ثم امر رجلا فيام الناس ثم اخالف الی رجال فاحرق عليهم بيوتهم.

(صحیح البخاری: ج1 ص89 باب وجوب الصلوۃ الجماعۃ)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی کہ جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے میرا دل چاہتا ہے کہ لکڑیاں جمع کرنے کا حکم دوں پھر کسی کو حکم دوں وہ نماز کے لیے اذان کہے پھر کسی اور کو حکم دوں کہ وہ لوگوں کی امامت کرائے پھر میں ان لوگوں کی طرف (جو نماز سے پیچھے رہ جاتے ہیں) جاؤں پس ان کے گھروں کو جلا ڈالوں۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلی جماعت میں شریک ہونا ضروری ہے کیونکہ اگر دوسری جماعت بلا کراہت جائز ہوتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پہلی جماعت کے ساتھ نماز نہ پڑھنے پر اتنی سختی کا اظہار نہ فرماتے۔

دلیل نمبر2:

عن ابی بکرۃ رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اقبل من نواحی المدینۃ یرید الصلوٰۃ فوجد الناس قدصلوا فمال الی منزلہ فجمع اھلہ فصلی بھم. (المعجم الاوسط للطبرانی: ج3ص284رقم4601)

ترجمہ: حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کے قریب ایک جگہ سے تشریف لائے اور آپ کا ارادہ نماز پڑھنے کا تھا آپ نے لوگوں کو اس حال میں پایا کہ وہ نماز پڑھ چکے تھے چنانچہ آپ گھر تشریف لے گئے اور گھر والوں کو اکٹھا کر کے نماز پڑھائی۔

اگر بلا کراہت نماز جائز ہوتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد کی فضیلت حاصل کرتے۔

اعتراض:

اس حدیث کی سند میں ایک راوی ولید بن مسلم مدلس ہے. لہٰذا اس روایت سے استدلال درست نہیں ہے۔

جواب نمبر1:

امام طبرانی رحمۃ اللہ نے معجم اوسط میں مذکورہ حدیث دو طریق سے نقل کی ہے اور دونوں میں ولید بن مسلم کی تحدیث اور سماع کی صراحت موجود ہے دونوں طریق ملاحظہ فرمائیں۔

طریق نمبر1: حدثنا عبدان بن احمد قال حدثنا ھشام بن خالد الدمشقی قال حدثنا الولید بن مسلم قال اخبرنی ابو مطیع معاویہ بن یحی عن خالد الحذاء عن عبدالرحمٰن بن ابی بکرۃ. (المعجم الاوسط للطبرانی ج3ص284 من اسمہ عبدان رقم الحدیث 4601)

طریق نمبر2: حدثنا محمد بن ھارون قال حدثنا ھشام بن خالد الازرق قال حدثنا الولید بن مسلم قال حدثنا معاویہ بن یحی عن خالد بن الحذاء عن عبدالرحمٰن بن ابی بکرۃ الخ.(المعجم الاوسط للطبرانی ج5ص132 من اسمہ محمد رقم الحدیث6820)

جواب نمبر2:

اس روایت کے راویوں کی علامہ ہیثمی نے توثیق کی ہے اور خود غیر مقلدین کے مشہور عالم ناصر الدین البانی نے اس کی تحسین کی ہے۔

قال الھیثمی رواہ الطبرانی فی الکبیر والاوسط ورجالہ ثقات. (مجمع الزوائد ج2ص173 باب فیمن جاء الی المسجد فوجد الناس قد صلوٓا)

قال الالبانی قلت وھو حسن. (تمام المنۃ فی التعلیق علی فقہ السنہ ص155)

دلیل نمبر3:

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من توضا فاحسن وضوءہ ثم راح فوجد الناس قدصلوا اعطاہ اللہ عزوجل مثل اجر من صلاھا وحضرھا لا ینقص ذالک من اجرھا شیئا. (سنن ابی داؤد: ج1ص90)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جس آدمی نے اچھی طرح سے وضو کیا پھر مسجد کی طرف آیا دیکھا کہ لوگ نماز پڑھ چکے ہیں تو اللہ عزوجل اس کو بھی اتنا اجر عطاء فرمائیں گے جتنا نماز باجماعت پڑھنے کا ثواب ملتا ہے اور س نماز پڑھنے والے کے اجر میں کچھ بھی کمی نہ ہو گی۔

دلیل نمبر4:

عن ابراهیم النخعی قال قال عمر لایصلی بعد صلوۃ مثلها؟ (مصنف ابن ابی شیبہ: ج4ص293 باب من کرہ ان یصلی بعد الصلاۃ مثلھا رقم الحدیث 6050)

ترجمہ: حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ایک نماز کے بعد اس جیسی نماز نہ پڑھی جائے۔

تشریح حدیث: فقہاء کرام رحمہم اللہ فرماتے ہیں:

لایصلی بعد صلوۃ مثلها.

ایک نماز کے بعد اس جیسی دوسری نماز نہ پڑھی جائے۔

اس کے ظاہری معنی مراد نہیں ہیں ورنہ اس سے لازم آئے گا کہ فجر کی دو سنتیں پڑھنے کے بعد دو فرض نہ پڑھیں جائیں کیونکہ بعد والی دو رکعتیں پہلی دو رکعتوں جیسی ہیں، اسی طرح ظہر کی چار رکعتیں پڑھ کر چار فرض نہ پڑھے جائیں کیونکہ وہ بھی سنتوں جیسی ہیں اسی طرح عصر کی چار سنتیں پڑھ کر عصر کے چار فرض نہ پڑھے جائیں وہ بھی تو پہلی چار رکعتوں کی طرح ہیں، اس لئے اس حدیث کے یہ معنی لینا زیادہ بہتر ہے کہ جب ایک مرتبہ جماعت ہو جائے تو دوسری جماعت نہ کروائی جائے۔

تصریحات فقہاء کرام:

نمبر1: علامہ اکمل الدین محمد بن محمود بابرتی (م786ھ) تحریر فرماتے ہیں:

من مشائخنا من قال المراد به الزجر عن تکرار الجماعات فی المساجد وھو حسن. (العنایہ شرح الہدایہ: ج1ص400)

ترجمہ: ہمارے بعض مشائخ کا کہنا ہے کہ اس سے مراد مساجد میں تکرار جماعت سے روکنا ہے اور یہی معنی مراد لینا زیادہ بہتر ہے۔

نمبر2: علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ (م855ھ) فرماتے ہیں:

قیل المراد به الزجر عن تکرار الجماعة فی المساجد وقال الشیخ وھو تاویل حسن. (رمز الحقائق فی شرح کنز الدقائق ج1ص47)

ترجمہ: اس سے مراد مساجد میں تکرار جماعت سے روکنا ہے شیخ فرماتے ہیں: یہ اس کی ایک بہترین تاویل ہے۔

نمبر3: علامہ کمال الدین محمد بن عبدالواحد المعروف بابن الھمام (م861ھ) فرماتے ہیں:

ھو محمول علی تکرار الجماعة فی المسجد علی ھیئة الاولیٰ او علی النھی عن قضاء الفرائض مخافة الخلل فی المؤدی فانه مکروہ. (شرح فتح القدیر: ج1ص476 فصل فی القراءۃ بعد ازباب النوافل)

ترجمہ: یہ حدیث محمول ہے مسجد میں پہلی ہیئت کے مطابق دوبارہ جماعت کروانے پر یا فرض نماز کو کسی خلل پڑ جانے کے اندیشے کی وجہ سے لوٹانے سے روکنے پر کیونکہ یہ دونوں مکروہ ہیں۔

نمبر4: حکیم الامت مجدد الملت مولانا اشرف علی تھانوی (م1362ھ) فرماتے ہیں:

قلت واقرب تفاسیرہ حمله علی تکرار الجماعة فی المسجد. (جامع الآثار ص37)

ترجمہ: میں کہتا ہوں اس کی قریب ترین تفسیر یہ ہے کہ اسے مسجد میں تکرار جماعت پر محمول کیا جائے۔

دلیل نمبر5:

عن سلیمان یعنی مولیٰ میمونة قال اتیت ابن عمر علی البلاط وھم یصلون فقلت الاتصلی معھم؟ قال قد صلیت انی سمعت رسول اللہ علیه وسلم لاتصلوا صلوۃ فی یوم مرتین. (سنن ابی داؤد ج1ص93 باب اذا صلی فی جماعة ثم ادرک جماعة یعید)

ترجمہ: حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے آزاد کردہ غلام حضرت سلیمان فرماتے ہیں کہ میں (مدینہ طیبہ میں) مقام بلاط میں حضرت عبداللہ بن عمر

رضی اللہ عنہما کے پاس آیا۔ میں نے دیکھا کہ لوگ نماز پڑھ رہے ہیں۔ میں نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے عرض کیا کہ آپ ان کے ساتھ نماز کیوں نہیں پڑھ رہے ؟ آپ نے فرمایا: میں نماز پڑھ چکا ہوں اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ تم ایک نماز ایک دن میں دو مرتبہ نہ پڑھو۔

تشریح حدیث: فقہاء کرام نے اس حدیث کو مسجد میں جماعت ثانیہ کی نہی پر محمول کیا ہے وجہ یہ ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے جماعت میں شریک نہ ہونے کی یہ وجہ بیان فرمائی کہ "میں نماز پڑھ چکا ہوں" اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

لاتصلوا صلوۃ فی یوم مرتین.

اس کی دو صورتیں ہوسکتی ہیں:

نمبر 1: آپ نے پہلی نماز جماعت کے ساتھ پڑھی ہو اور آپ اس شخص کیلئے جس نے ایک مرتبہ نماز جماعت کے ساتھ پڑھی ہو دوسری مرتبہ نماز جماعت کے ساتھ پڑھنے کو مکروہ سمجھتے ہوں اس لیے جماعت میں شریک نہ ہوئے ہوں۔

نمبر 2: یہ جماعت ثانیہ ہو اور آپ جماعت ثانیہ میں شریک ہونے کو مکروہ سمجھتے ہوں اس لیے آپ جماعت میں شریک نہیں ہوئے۔ ہمارے فقہاء نے اس دوسری صورت کو ترجیح دی ہے۔

وجہ ترجیح: آپ کے فرمان "میں نماز پڑھ چکا ہوں" سے یہ مفہوم نکلتا ہے کہ آپ نے فرض نماز تنہا پڑھی تھی اور جو شخص تنہا فرض پڑھ لے تو اس کیلئے جائز اور مستحب یہ ہے کہ وہ جماعت کو پائے تو جماعت کی فضیلت حاصل کرنے کیلئے جماعت میں شریک ہو جائے۔ اس لحاظ سے چاہیے تو یہ تھا کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جماعت میں شریک ہو جاتے لیکن آپ جماعت میں شریک نہیں ہوئے اسکی یہی وجہ ہو سکتی ہے کہ یہ جماعت ثانیہ ہو رہی تھی جسے آپ صحیح نہیں سمجھتے تھے اس لیے شریک نہ ہوئے۔ نیز اس کی تائید جلیل القدر تابعین بالخصوص آپ کے صاحبزادے حضرت سالم رحمہ اللہ کے فتوے سے بھی ہوتی ہے:

عن عبدالرحمٰن بن المجبر قال ،دخلت مع سالم بن عبداللہ مسجدالجحفة وقدفرغوا من الصلوۃ فقالوا الاتجمع الصلوۃ فقال سالم لا تجمع صلوۃ واحدۃ فی مسجدواحد مرتین. (المدونۃ الکبری ص181 کتاب الصلوۃ فی المسجد تجمع الصلوۃ فیہ مرتین)

ترجمہ: حضرت عبد الرحمٰن بن مجبر فرماتے ہیں کہ میں حضرت سالم بن عبد اللہ کے ساتھ مسجد جحفہ گیا، وہاں لوگ نماز سے فارغ ہو چکے تھے، لوگ کہنے لگے: آپ (دوسری) جماعت کیوں نہیں کروالیتے ؟ حضرت سالم نے فرمایا: ایک مسجد میں ایک نماز کی دو مرتبہ نہیں کروائی جاسکتی۔

تحقیق السند: **قال العلامه العثمانی ورجاله کلهم ثقات** (اعلاء السنن ج4 ص280 باب کراھیۃ تکرار الجماعۃ فی مسجد محلہ)

دلیل نمبر 6:

عن ابراهیم ان علقمة والاسوداقبلامع ابن مسعودالی مسجد فاستقبلهم الناس قد صلوافرفع بهماالی البیت فجعل احدهماعن یمینه والآخرعن شماله ثم صلی بهما. (مصنف عبد الرزاق ج2 ص272 رقم الحدیث 3895 باب الرجل یؤم الرجلین)

ترجمہ: حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت علقمہ اور حضرت اسود حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک مسجد میں نماز پڑھنے کے لیے تشریف لائے لوگوں نے ان کا اس حال میں استقبال کیا کہ وہ نماز پڑھ چکے تھے چنانچہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ حضرت علقمہ اور حضرت اسود کو لے کر گھر تشریف لے گئے اور ایک کو دائیں جانب اور ایک کو بائیں جانب کھڑا کیا اور ان دونوں کو نماز پڑھائی۔

غیر مقلدین کے پیشوا ناصر الدین البانی اس حدیث کے ذیل میں لکھتے ہیں:

فلو كانت الجماعة الثانية فی المسجد جائزة مطلقا لما جمع ابن مسعود فی البیت مع ان الفریضة فی المسجد افضل کماهو معلوم ثم وجدت مایدل علی ان هذا الاثر فی حکم المرفوع الخ. (تمام المنۃ فی التعلیق علی فقہ السنۃ ص155)

کہ اگر جماعت ثانیہ مسجد محلہ میں مطلقا جائز ہوتی تو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ گھر میں جماعت نہ کرواتے کیونکہ سب کو معلوم ہے کہ مسجد میں فرض ادا کرنا افضل ہے اور مجھے ایک حدیث ایسی ملی ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ یہ موقوف حدیث حکما مرفوع ہے۔

قال الالبانی: بسند حسن عن ابراهیم. (تمام المنۃ ص155)

دلیل نمبر7:

عن الحسن قال کان اصحاب محمد صلی الله علیه وسلم اذا دخلوا المسجد وقد صلی فیه صلوا فرادی.

(مصنف ابن ابی شیبہ ج5 ص55 باب من قال یصلون فرادی ولا یجمعون رقم الحدیث 7188)

ترجمہ: امام حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ جب مسجد میں داخل ہوتے اور اس میں نماز ہو چکی ہوتی تو اکیلے اکیلے نماز پڑھتے تھے۔

دلیل نمبر8:

عن عبدالرحمٰن المجبر قال دخلت مع سالم بن عبدالله مسجد الجحفة وقد فرغوا من الصلوة فقالوا الا تجمع الصلوة فقال سالم لا تجمع صلوة واحدة فی مسجد واحد مرتین وقال ابن وهب واخبرنی رجال من اهل العلم عن ابن شهاب ویحی بن سعید وربیعة (ابن ابی عبدالرحمٰن) واللیث مثله. (المدونۃ الکبری ص181 کتاب الصلوۃ فی المسجد تجمع الصلوۃ فیہ مرتین)

ترجمہ: حضرت عبدالرحمان مجبر کہتے ہیں میں حضرت سالم بن عبداللہ کے ساتھ مسجد جحفہ میں داخل ہوا اور لوگ نماز سے فارغ ہو چکے تھے لوگوں نے کہا کیا آپ جماعت نہیں کرا سکتے، تو حضرت سالم نے فرمایا ایک نماز کی ایک ہی مسجد میں دوبارہ جماعت نہیں ہو سکتی، اور ابن وہب کہتے ہیں کہ مجھے اہل علم نے ابن شہاب اور یحیی بن سعید اور ربیعہ بن ابی عبدالرحمان اور لیث سے اسی طرح خبر دی ہے۔

تحقیق السند: قال العلامة العثمانی: ورجاله کلهم ثقات. (اعلاء السنن ج4 ص280 باب کراھیۃ تکرار الجماعۃ فی مسجد محلہ)

دلیل نمبر9:

قال الامام البخاری وکان الاسود اذا فاتته الجماعة ذهب الی مسجد اٰخر. (صحیح البخاری ج1 ص89)

ترجمہ: امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت اسود سے جب جماعت فوت ہو جاتی تو دوسری مسجد کی طرف تشریف لے جاتے تھے۔

غیر مقلدین کے مستند علماء کے نزدیک جماعت ثانیہ جائز نہیں

نمبر1:

غیر مقلدین کے مقتدر علامہ ناصر الدین البانی لکھتے ہیں:

وبالجملة فالجمهور علی کراهیة اعادة الجماعة فی المسجد بالشرط السابق وهو الحق ولا یعارض هذا الحدیث المشهور الا رجل یتصدق علی هذا فیصلی معه. (تمام المنۃ فی التعلیق علی فقہ السنۃ ص157)

ترجمہ: خلاصہ کلام یہ ہے کہ جمہور (فقہاء کرام اور دیگر ائمہ عظام) شرطِ سابق کے ساتھ (کہ مسجد میں امام اور مؤذن مقرر ہو) مسجدِ محلہ میں دوبارہ جماعت کرانے کو مکروہ قرار دیتے ہیں اور یہی بات حق بھی ہے اور اس موقف کے خلاف وہ مشہور حدیث پیش نہ کی جائے جس میں آیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی بندہ ایسا نہیں ہے جو اس پر صدقہ کرے کہ اس کے ساتھ نماز پڑھ لے۔

نمبر2:

غیر مقلد عالم علامہ احمد شاکر تحریر فرماتے ہیں:

والذی ذهب الیه الشافعی من المعنی فی هذا الباب صحیح جلیل ینبئ عن نظر ثاقب ،وفهم دقیق وعقل دراك لروح الاسلام ومقاصده. (شرح ترمذی الجامع الصحیح ج1 ص431 ابواب الصلوۃ)

ترجمہ: اس مسئلہ میں جو موقف حضرت امام شافعی رحمہ اللہ نے اپنایا ہے وہ نہایت صحیح اور جلیل القدر ہے جو آپ کے دور رس نگاہ، گہرے فہم اور اسلام کی روح اور اس کے مقاصد کا مشاہدہ کرنے والی عقل کی دلیل ہے۔

نمبر3:

غیر مقلد عالم مولانا عبد الجبار سلفی نے تعدد جماعت کی مضرتیں کے عنوان سے ایک طویل مضمون لکھا ہے جس میں یہ ثابت کیا کہ جماعت ثانیہ مسجد محلہ میں جائز اور درست نہیں ہے اور یہ مضمون غیر مقلدین کے آرگن ہفت روزہ الاعتصام لاہور جلد 47 شمارہ نمبر 40 میں شائع ہو چکا ہے (20 اکتوبر 1995ء)

جماعت ثانیہ کی کراہت کی عقلی وجوہ:

پہلی وجہ: اگر جماعت ثانیہ کی اجازت دے دی جائے تو اس سے پہلی جماعت کی تقلیل لازم آئے گی اور پہلی جماعت کی تقلیل عند الشرع ایک مکروہ امر ہے اور ضابطہ ہے کہ جو چیز امر مکروہ کا سبب بنتی ہے وہ بھی مکروہ ہوتی ہے۔ لہذا جماعت ثانیہ جو جماعت اولیٰ کی تقلیل کا سبب ہے وہ بھی مکروہ ہو گی۔

دوسری وجہ: اگر جماعت ثانیہ کی اجازت دیدی جائے تو جماعت ثالثہ اور جماعت رابعہ کی ممانعت کی بھی کوئی دلیل نہ ہو گی اور یوں سلسلہ غیر متناہی حد تک چل پڑے گا اور جماعت کا صرف نام رہ جائے گا اجتماعیت ختم اور انفرادیت پیدا ہو جائے گی جبکہ شریعت میں اجتماعیت مطلوب ہے۔

تیسری وجہ: اگر جماعت ثانیہ کی اجازت دیدی جائے تو جن نمازوں کے بعد سنن اور نوافل ہیں ان میں مشغول ہونے میں خلل لازم آتا ہے کیونکہ جب جہری نماز میں امام تکبیرات اور قراءت کریگا تو لازمی امر ہے کہ اس سے باقی نماز پڑھنے والے حضرات کی نماز میں خلل پیدا ہوتا ہے اور کس کی نماز میں شرعاً وعقلاً خلل اندازی اور تشویش پیدا کرنا جائز نہیں ہے۔ لہذا جماعت ثانیہ کی گنجائش نہیں نکلتی۔

دلائل غیر مقلدین اوران کے جوابات

دلیل نمبر1:

عن ابی سعید قال قد جاء رجل وقد صلی رسول الله صلی الله علیه وسلم فقال ایکم یتجر علیٰ هذا فقام رجل وصلیٰ معه.

(ترمذی ج1 ص53 فی الجماعۃ فی مسجد قد صلی فیہ)

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص (مسجد میں) اس وقت آیا جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ چکے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کون شخص اس پر صدقہ کر کے ثواب حاصل کرے گا؟ تو ایک شخص (حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ) کھڑے ہوئے اور اس کے ساتھ نماز پڑھی۔

جواب نمبر1:

یہ ایک خاص اور جزوی واقعہ ہے اس سے ہر ایک کیلئے جماعت ثانیہ پر استدلال درست نہیں ہو سکتا کیونکہ اگر یہ واقعہ اذن عام کی حیثیت

رکھتا تو یقیناصحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عمل اس کے مطابق ہوتا حالانکہ صحابہ کرام میں سے کسی سے یہ ثابت نہیں کہ وہ تکرار جماعت پر کاربند رہے ہوں یہی وجہ ہے کہ اس ایک واقعہ کے علاوہ پورے ذخیرہ احادیث میں کوئی ایک ایسی مثال نہیں ملتی کہ مسجد نبوی میں دوسری جماعت کی گئی ہو۔

جواب نمبر2:

اس واقعہ کا جماعت ثانیہ سے تعلق ہی نہیں ہے کیونکہ عرف میں جماعت ثانیہ اس جماعت کو کہتے ہیں جس میں امام اور مقتدی دونوں فرض پڑھنے والے ہوں اور مذکورہ واقعہ میں امام مفترض جبکہ مقتدی تنفل ہے۔ چنانچہ اسی بات کی صراحت غیر مقلدین کے پیشوا علامہ ناصر الدین البانی نے بھی کی ہے، وہ لکھتے ہیں:

ولا یعارض ھذا الحدیث المشھور الا رجل یتصدق علی ھذا فیصلی معه وسیاتی فی الکتاب. (ص277)

فان غایة ما فیه حض الرسول صلی اللہ علیه وسلم احد الذین کانوا صلوا معه صلی اللہ علیه وسلم فی الجماعة الاولیٰ ان یصلی وراءہ تطوعا فھی صلوۃ متنفل وراء مفترض وبحثنا انما ھو فی صلوۃ مفترض وراء المفترض فاتتھم الجماعة الاولیٰ ولا یجوز قیاس ھذہ علی تلك لانه قیاس مع الفارق من وجوہ. (تمام المنۃ فی التعلیق علی فقہ السنۃ: ص157)

ترجمہ: اور اس موقف کے خلاف وہ مشہور حدیث پیش نہ کی جائے جس میں آیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی بندہ ایسا نہیں ہے جو اس پر صدقہ کرے کہ اس کے ساتھ نماز پڑھ لے؟! کیونکہ اس حدیث سے زیادہ سے زیادہ یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں میں سے جنہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پہلی جمات میں شرکت کی تھی ایک شخص کو اس پر ابھارا ہے کہ وہ اس آنے والے کے پیچھے نفل نماز پڑھ لے۔ پس یہ تو یہ صورت ہوئی کہ ایک نفل نماز پڑھنے والا فرض نماز پڑھنے والے کی اقتداء میں نماز پڑھے جبکہ ہمارے بحث تو اس میں ہے کہ ایک فرض نماز پڑھنے والا دوسرے فرض نماز پڑھنے والے کے پیچھے نماز پڑھے اور وہ دونوں ایسے ہوں جن سے پہلے جماعت رہ گئی ہو اور اس دوسرے مسئلہ کو پہلے مسئلہ پر قیاس نہیں کیا جاسکتا، کیونکہ یہ متعدد وجوہ سے قیاس مع الفارق ہے۔

جواب نمبر3:

اس حدیث کے الفاظ ہی جماعت ثانیہ کی ناپسندیدگی پر دلالت کرتے ہے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ایکم یتحیر. (وفی روایة) یتصدق.

یعنی یہ شخص تاخیر کیوجہ سے جماعت کے ثواب کا مستحق تو نہیں تھا لیکن جیسے کسی کو صدقہ دیکر اس پر احسان کیا جاتا ہے ایسے ہی کوئی شخص اس کے ساتھ شریک ہو کر اس پر جماعت کے ثواب کا صدقہ اور احسان کردے۔

نیز اگر جماعت ثانیہ پسندیدہ ہوتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک کچھ اس طرح ہوتا جب جماعت سے پیچھے رہ جاؤ تو دوسری جماعت کرلیا کرو یا کوئی اور ایسا کلمہ ہوتا جس سے جماعت ثانیہ کی پسندیدگی ظاہر ہوتی لیکن یہاں تو اس کے ہم معنی کوئی لفظ بھی نہیں فرمایا بلکہ آپ علیہ السلام نے فرمایا ایکم تم میں سے کوئی ایک اس پر صدقہ کرے گویا زیادہ کی شرکت بھی ناپسند تھی اور صحابہ کرام نے بھی اس بات کو سمجھا اور ان میں سے صرف ایک ہی شخص نے شرکت کی ورنہ سب دوڑ پڑتے۔

دلیل نمبر2:

جاء انس بن مالك الیٰ مسجد قد صلی فیه فاذن واقام وصلی جماعة. (بخاری ج1 ص89 باب فضل صلوۃ الجماعۃ)

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نماز پڑھنے کی غرض سے ایک مسجد میں تشریف لائے، وہاں نماز ہو چکی تھی، آپ کے اذان و اقامت کہہ کر جماعت سے نماز پڑھی۔

جواب نمبر 1:

یہ حدیث متناً مضطرب ہے لہٰذا اس سے استدلال درست نہیں ہے۔ السنن الکبری للبیہقی کی روایت میں مسجد بنی رفاعة کا ذکر ہے اور مسند ابی یعلی موصلی کی روایت میں مسجد بنی ثعلبہ ،، کا ذکر ہے نیز مصنف ابن ابی شیبہ کی روایت میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کا امامت کیلئے مقتدیوں کے درمیان کھڑے ہونے کا ذکر ہے اور بیہقی کی روایت میں کہ انہوں نے آگے بڑھ کر نماز پڑھائی تفصیل ملاحظہ فرمائیں سنن کبری بیہقی کی روایت:

عن الجعدابی عثمان الیشکری قال صلیناالغداة فی مسجدبنی رفاعة جلسنافجاء انس بن مالك فی نحومن عشرین من فتیانه فقال اصلیتم ؟ قلنانعم فامر بعض فتیانه فاذن واقام ثم تقدم فصلی بهم. (ج3ص70 باب الجماعة فی مسجد قد صلی فیہ)

ترجمہ: حضرت جعد ابو عثمان یشکری فرماتے ہیں: ہم مسجد بنو رفاعہ میں صبح کی نماز پڑھ کر بیٹھے ہی تھے کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیس نوجوانوں کے ساتھ حاضر ہوئے، فرمانے لگے: کیا تم نے نماز پڑھ لی ہے؟ ہم نے کہا: جی ہاں!! تو آپ نے اپنے ایک ساتھی کو حکم دیا، اس نے اذان و اقامت کہی، پھر آپ آگے بڑھے اور اپنے ساتھیوں کو نماز پڑھائی۔

مسند ابی یعلی کی روایت:

عن الجعدابی عثمان قال مرّبناانس بن مالك فی مسجدبنی ثعلبه فقال اصلیتم ؟ قال قلنانعم ،وذاك صلوة الصبح ،فامر رجلافاذن واقام ثم صلی باصحابه. (مسند ابی یعلی ص812 رقم الحدیث 4354 تذکرۃ سعید بن سنان)

ترجمہ: حضرت جعد ابو عثمان فرماتے ہیں کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ ہمارے پاس مسجد نبی ثعلبہ کے پاس سے گزرے۔ آپ نے فرمایا: کیا تم نے نماز پڑھ لی ہے؟ ہم نے ہاں میں جواب دیا اور یہ صبح کی نماز تھی۔ چنانچہ آپ نے ایک آدمی کو حکم دیا تو اس نے اذان و اقامت کہی، پھر آپ نے اپنے ساتھیوں کو نماز پڑھائی۔

مصنف ابن ابی شیبہ کی روایت:

عن الیحی قال جاءنا انس بن مالك وقدصلینا الغداة فاقام الصلوة ثم صلی بهم فقام وسطهم.

(ج5ص54 باب فی القوم یجیئون الی المسجد وقد صلی فیہ)

ترجمہ: حضرت یحییٰ فرماتے ہیں کہ ہمارے پاس حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ اس وقت تشریف لائے جب ہم صبح کی نماز پڑھ چکے تھے۔ پھر آپ نے اپنے ساتھیوں کے درمیان کھڑے ہو کر ان کو نماز پڑھائی۔

جواب نمبر 2:

اس حدیث میں جس مسجد کا ذکر ہے اس میں یہ احتمال غالب ہے کہ یہ مسجد طریق تھی، اس احتمال پر کئی قرینہ جات ہیں:

قرینہ نمبر 1: مسجد بنی ثعلبہ اور مسجد بنی رفاعہ عہد نبوت میں معروف مساجد میں سے نہیں تھی علامہ عینی اور علامہ سمہودی کی تحقیق کے مطابق عہد نبوت میں چالیس مساجد کا تذکرہ آتا ہے ان چالیس میں نہ مسجد بنی ثعلبہ کا ذکر ہے اور نہ ہی مسجد بنی رفاعہ کا ذکر ہے لہٰذا اغالب گمان یہی ہے کہ وہ مسجد طریق تھی اور مسجد طریق میں جماعت ثانیہ پر کوئی اختلاف نہیں ہے۔

قرینہ نمبر 2: بیہقی کی روایت میں ہے کہ آپ بیس افراد کے ساتھ مسجد میں تشریف لائے۔ فجاء انس بن مالك فی نحومن عشرین من فتیانه. (سنن کبری للبیہقی ج3ص70 باب الجماعة فی مسجد قد صلی فیہ)

اس سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ کہیں جا رہے ہوں گے اور مسجد طریق میں آپ نے جماعت کروائی ہو کیونکہ مسجد

محلہ میں بیک وقت بیس آدمی جماعت سے رہ جائیں اور زمانہ بھی خیر القرون کا ہو سمجھ میں نہیں آتا اس سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ مسجد طریق تھی۔

قرینہ نمبر3: اس روایت میں صراحت ہے کہ آپ نے باقاعدہ اذان واقامت کے ساتھ جماعت کروائی تھی اور مسجد محلہ میں اذان واقامت کے ساتھ جماعت ثانیہ کا کوئی بھی قائل نہیں ہے۔ لہٰذا اس سے بھی یہی معلوم وثابت ہوا کہ یہ مسجد محلہ نہ تھی بلکہ مسجد طریق تھی۔

دلیل نمبر3:

عن سلمة ابن كهيل ان ابن مسعود دخل المسجد وقد صلوا فجمع بعلقمه ومسروق والاسود.

(مصنف ابن ابی شیبہ ج5 ص54 رقم الحدیث 7182)

ترجمہ: حضرت سلمہ بن کھیل سے روایت ہے کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نماز پڑھنے کے لیے مسجد میں تشریف لائے تو لوگ نماز پڑھ چکے تھے۔ آپ نے حضرت علقمہ، حضرت مسروق اور حضرت اسود کے ساتھ جماعت کروائی۔

جواب نمبر1:

اس روایت سے بھی جماعت ثانیہ کے جواز پر استدلال درست نہیں ہے کیونکہ اس روایت سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ حضرت علقمہ، حضرت مسروق اور حضرت اسود بھی مفترض تھے بلکہ الفاظ روایت "**ان ابن مسعود دخل**" سے اشارہ ملتا ہے کہ یہ حضرات نماز پڑھ چکے تھے صرف حضرت عبد اللہ بن مسعود کی نماز رہ گئی تھی چنانچہ یہ صورت بھی متنفل کی مفترض کے پیچھے اقتداء والی بنتی ہے جبکہ مسئلہ یہ ہے کہ مفترض کی اقتداء مفترض کے پیچھے ہو اور وہ اس روایت سے ثابت نہیں ہوتی، لہٰذا اس سے استدلال درست نہیں ہے۔

جواب نمبر2:

یہ حدیث موقوف ہے اور غیر مقلدین کا ضابطہ ہے کہ موقوفات صحابہ حجت نہیں ہیں۔ چند حوالہ جات ملاحظہ ہوں:

1: **افعال الصحابة رضی الله عنهم لا تنتهض للاحتجاج بها.** (فتاوی نذیریہ بحوالہ مظالم روپڑی: ص58)

2: صحابہ کا قول حجت نہیں۔ (عرف الجادی: ص101)

3: صحابی کا کردار کوئی دلیل نہیں اگرچہ وہ صحیح طور پر ثابت ہوں۔ (بدور الاہلہ: ج1 ص28)

4: آثار صحابہ سے حجیت قائم نہیں ہوتی۔ (عرف الجادی: ص80)

5: خداوند تعالیٰ نے اپنے بندوں میں سے کسی کو صحابہ کرام کے آثار کا غلام نہیں بنایا ہے۔ (عرف الجادی: ص80)

6: موقوفات صحابہ حجت نہیں۔ (بدور الاہلہ: ص129)